پیر محمد اسحاق صاحب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر مسیح قاسم علی احمدی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ ار جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ ر ستمبر ۳۶ء | نمبر ۲۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آہ حافظ سیّد عبد المجید صاحب مرحوم

حافظ سید عبد المجید صاحب آف منصوری میرے نہایت کرم فرما اور مخلص دوست تھے منصوری ۱۹۰۹ء میں جو غیر احمدیوں سے احمدیوں کا مناظرہ ہوا آپ اس میں بہت دلچسپی لیتے رہے۔ پھر تحقیق حق میں مشغول رہے۔ آخر سعادت ازلی کھینچ کر آپ کو احمدیہ سلسلہ میں لے آئی۔ اور اپنے تمام خاندان میں سے سب سے اول آپ ہی نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی بیعت کا شرف حاصل کیا پھر اس قدر آپ نے ترقی کی کہ بہت سے پہلے آنے والوں سے پیچھے آکر آگے بڑھ گئے۔ بعد ازاں آپ کے سب بھائی اور بیٹے اور تمام کنبہ خدا کے فضل سے مشرف بہ احمدیت ہو گیا۔ آپ نے اخلاص میں اس قدر ترقی کی۔ کہ تمام کاروبار تجارت جو بڑے پیمانہ پر منصوری میں ہے اپنے برادر خورد اور بیٹوں کے حوالے کر کے دارالامان میں دھونی رمائی اور آخر دم تک یہیں رہے۔ جو ماہ اگست بعارضہ کارنیکل مبتلاء ہوئے۔ تمام اقرباء اور فرزندان رشید فوراً قادیان پہنچ گئے اور طاقت بھر علاج معالجہ کیا۔ مگر قضاء کے تیر ٹلنے والے نہ تھے۔ کہ اسی مرض میں ۲۸ ر اگست ۳۶ء قبل از نماز جمعہ راہی ملک بقاء ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات کا احمدی چھوڑ غیر احمدیوں بلکہ قادیان کے ہندوؤں تک کو افسوس ہے۔ آپ نہایت با اخلاق اور ہر ایک کے ہمدرد تھے۔ خدا آپ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیکر اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

ہمیں اس صدمہ میں آپ کے تمام خاندان اور عزیزان اور برادر و فرزندان سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا ان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں پہونچائے۔ آمین۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں

سلسلہ کی خبریں!

(۱) سیّدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ۲ ر ستمبر کو دہرم سالہ سے تشریف لاتے ہوئے راستہ میں بارش میں بھیگنے کے باعث ناساز ہو گئی اور درد سر اور خفیف حرارت بخار بھی ہو گئی! احباب حضور پر نور کی کامل صحت کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں

(۲) ۳۰ ر اگست ۳۶ء کو جناب مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کی اہلیہ صاحبہ ثانیہ سے خدا تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو سلسلہ اور خاندان کیلئے مفید وجود بنائے اور زندگی عطاء فرمائے۔ ہم مرزا صاحب کو بصد شوق مبارکباد عرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلاح اعمال

(از خالد بی۔ اے آنرز)

"اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کے قلوب کی اصلاح کرے اور اس کی خامیوں اور نقائص کو دور کرے۔ تاجس وقت عملی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا جائے۔ وہ اس وقت لبیک کہکر آگے آجائیں۔" (خطبہ جمعہ از حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۵)

"بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے"

(قرآن مجید) (۱) ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون ط (سورۃ الحشر ع)

ترجمہ:۔ وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ جن کے نفوس بخل سے پاک ہوں۔

(۲) واما من بخل واستغنیٰ وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ۔ ومایغنی عنہ مالہ اذا تردیٰ (اللیل ع)

جو شخص بخل کرے۔ استغناء سے کام لے۔ اور اچھی بات کو جھٹلائے۔ تو ہم اسے عسرت اور تنگی کی طرف لے جائیں گے۔ جب وہ ہلاک ہوگا۔ اسکا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

احادیث

(۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دو آدمیوں کا کھانا تین کیلئے کافی ہے۔ اور تین آدمی کا کھانا چار کیلئے۔ جابر سے مسلم میں روایت ہے کہ چار آدمی کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہے۔

(۲) ابوسعید الخدری رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ایک مرد اونٹ پر سوار آپ کے پاس آیا۔ اور دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جس شخص کے پاس سواری زائد ہو۔ وہ اسے دیدے۔ جس کے پاس سواری نہیں۔ اور زاد راہ فاضل ہو۔ وہ اسے دیدے جس کے پاس زاد نہیں۔ اسی طرح سب قسم کے مالوں کا ذکر کیا۔ حتےٰ کہ ہم نے سمجھ لیا۔ کہ زائد مال میں ہمارا حق نہیں۔ (مسلم)

(۳) ابوموسےٰ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشعری لوگوں کا جب جنگ میں زاد ختم ہو جاتا ہے یا مدینہ میں ان کے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے۔ تو جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے سب ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر برابر بانٹ لیتے ہیں۔ وہ لوگ مجھ سے ہیں۔ اور میں ان سے ہوں۔ (بخاری و مسلم)

ارشادات مہدی معہودؑ

میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اسی مال کو نہیں سمجھتا۔ جو اس کے صندوق میں بند ہے۔ بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزانے سمجھتا ہے۔ اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ (الحکم جلد ۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۱ ۔ قادیان دارالامان مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء ۔ نمبر ۲۱

اظہار الدین علی المخالفین نمبر ۶

الحمد للہ کہ یہ سلسلہ مفید ثابت ہو کر نہایت وقعت سے دیکھا اور پسند کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کے متواتر نمبر لکھنے کا ہمارا ارادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہی اس کے انجام کی ہم توفیق چاہتے ہیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

گذشتہ نمبروں میں عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام پر جس جس طریق سے منجانب اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اتمام حجت ہو کر اظہار الدین کا ثبوت ہم دے چکے ہیں۔ وہ ایک راستباز کی صداقت کے لئے عقلمند صاحبان بصیرت کی نظر میں کافی ہے۔ مگر ذیل میں ہم ایک اور زبردست طریق فیصلہ کو مختصراً پیش کرتے ہیں جس سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منجانب اللہ مامور ہونا ایمانداروں کے نزدیک ثابت ہو جائے۔ گو یہودیانہ فطرتوں کے لئے ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ ان کو خدا ہی سمجھائے گا۔ جو ان کے سمجھانے کا حق ہے۔ مگر متقی انسان اس سلسلہ سے ضرور الحق کی عظمت اور تصدیق کر کے رضاء الٰہی حاصل کرے گا۔

حضور پر نور مسیح موعود علیہ السلام نے "انجام آتھم" جیسی مبارک و کفر شکن تصنیف میں ایک اشتہار الموسوم بہ "خدا کا فیصلہ" بھی شائع کیا ہے جو رسالہ مذکور کے صفحہ ۳۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۴۴ تک لکھا گیا ہے۔ اس فیصلہ میں تمام خطاب تثلیث پرست عیسائیوں سے ہے۔ جن میں سے چند مشاہیر اور معزز پادریوں کے نام لے کر مقابلہ کا چیلنج دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں۔ کہ

"اس اشتہار کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ ہم نے بڑے لمبے تجربہ سے آزما لیا ہے۔ کہ یہ (عیسائی) لوگ بار بار ملزم اور لاجواب ہو کر پھر بھی پنش زنی سے باز نہیں آتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں نہایت ناپاک اور رنجدہ تھیٹر نکالتے ہیں۔ اب ایسے کذابوں سے زبانی مباحثات سے کیونکر فیصلہ ہو۔ نور افشاں پرچہ لدھیانہ میں کیسے کیسے ہفتہ وار محض افتراء کی بنیاد پر توہین اسلام کے کلمات لکھے جا رہے ہیں۔ ریواڑی والے پادری نے کس قدر مسلمانوں کا دل جلایا۔ اور ہمارے سید و مولیٰ (صلعم) کو ڈاکو اور رہزن قرار دیا۔ پس یہ روز افزوں جھگڑے کیونکر فیصلہ پا دیں۔ مباحثات کے نیک نتیجہ سے تو نومیدی ہو چکی۔ سو اس نومیدی کے وقت میں میرے نزدیک ایک نہایت سہل و آسان طریق فیصلہ ہے۔ اگر پادری صاحبان قبول کر لیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس بحث کا جو حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ خدا تعالیٰ سے فیصلہ کرایا جائے۔"

پیارے ناظرین! خدارا آپ ذرا اس امر پر تو غور فرما دیں۔ کہ جس شخص کو آجکل کے تاجران کفر۔ کا فر اور دہریہ۔ گمراہ کنندہ وغیرہ کن کن خطابوں سے یاد کرتے ہیں۔ وہ جب کسی مخالف دین و دشمن ختم المرسلینؐ سے صداقت و کذب کا فیصلہ چاہتا ہے۔ تو بجز اس کے کہ خدا سے فیصلہ کرانے پر آمادہ ہو۔ اور کسی طریق فیصلہ کو پسند ہی نہیں کرتا۔ حیرت اور تعجب ہے۔ جس کو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اُسے تو خدا پر بھی ایمان نہیں۔ وہ تو قیامت اور حشر و نشر و ملائکہ پر بھی یقین نہیں رکھتا۔ وہی شخص ان بڑے پکے ایمانداروں اور ملائکہ کے جان نثاروں سے بڑھ کر اپنے یقین و ایمان کا ثبوت جو اس کو خدا پر اور اس کے قادر مطلق حی و قیوم ہونے پر ہے ایسا بیّن دیتا ہے۔ کہ جسے دیکھ کر یہ مدعیان اسلام شرما جاتے ہیں۔ اور اپنے تئیں اس یقین و ایمان سے جب عاری پاتے ہیں۔ تو دور سے ہی ناکو آئے ناکو آئے کہکر اپنی ندامت کو چھپاتے اور خود نکٹے ہونے کے باعث ناک والے کو ہی عیب دار بتاتے اور اس پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ الغرض حضرت اقدسؑ نے اشتہار متذکرہ صدر میں خدا سے فیصلہ کرانے کی درخواست اس طرح فرمائی۔ کہ

"مجھے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ایسا خدائی فیصلہ کرانے کے لئے سب سے زیادہ مجھے جوش ہے۔ اور میری دلی مراد ہے کہ اس طریق سے یہ روز کا جھگڑا انفصال پا جائے۔ اگر میری تائید میں خدا کا فیصلہ نہ ہو تو میں اپنی کل املاک منقولہ و غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کی قیمت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کم نہیں ہونگی۔ عیسائیوں کو دیدوں گا۔ اور بطور پیشگی تین ہزار روپیہ تک ان کے پاس جمع بھی کرا سکتا ہوں۔ اس قدر مال کا میرے ہاتھ سے نکل جانا میرے لئے کافی سزا ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے دستخطی اشتہار سے شائع کر دوں گا۔ کہ عیسائی فتحیاب ہوئے اور میں مغلوب ہوا۔ اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس اشتہار میں کوئی بھی شرط نہ ہوگی لفظاً نہ معناً۔"

اس بھروسہ اور امید کو دیکھو کہ وہ شخص جس کو معاذاللہ دہریہ کہا جاتا ہے۔ ایسا دہریہ ہے۔ کہ اپنی کامیابی منجانب خدا ذوالجلال والاکرام پر قطعی امید رکھتا ہے۔ اور یقیناً سمجھتا ہے کہ خدا تو .... کریم میرا ہی ساتھ دیگا۔ اور مجھے ہی فتحیاب اور غالب کریگا۔ اگر یہ یقین اور بھروسہ خدا پر اس کو علیٰ وجہ البصیرت نہیں تو پھر بتاؤ کہ اپنی تمام جائداد و املاک کو جبکہ مغلوب ہونے کا گمان غالب ہو۔ بصورت مغلوبیت فاتح کو دینے کا اقرار باضابطہ محض احتمالی اور شکی یا اتفاقی کامیابی کی امید موہوم پر کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ جس شخص نے بقول تاجران کفر صرف دنیا طلبی کے لئے ہی الہام و مامور یت و مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اور ایک جال پھیلایا ہے وہ بھلا کس طرح ایسے طریق فیصلہ کو پیش کر کے جس کا اوس کے مخالف ہونا یقینی اور ضروری ہو اپنی تمام اوس جمع کردہ املاک کو بھی جس کے لئے وہ سب طرح فریب کر رہا ہے ضائع کر دے؟ کوئی بے وقوف ہی اس کو جائز سمجھ لے تو پتہ نہیں۔ ورنہ اہل عقل تو کبھی یہ نہ مانے گا۔ کہ ایک دنیادار۔ مکار۔ جاہ طلب۔ عبدالدنیا۔ عیار۔ ایسے راہ اختیار کرے۔ جو اُس کے حصول مقصد یعنے زر و مال کے سراسر خلاف ہو۔ پس سوچو اور خدا کے لئے سوچو کہ ایک خبیث اور ناپاک روح۔ ایک چور دل۔ اور مکار انسان بھی یہ نہیں کہتا کہ آؤ خدا سے فیصلہ کرائیں۔ اور پھر دیکھو کہ خدا میرا ساتھ دیتا ہے یا نہیں اور ایک دہریہ کبھی اس طریق کا فیصلہ نہیں تجویز کرتا۔ جیسا کہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

وہ اور ربانی فیصلہ کے لئے طریق یہ ہوگا کہ میرے مقابل پر ایک معزز پادری صاحب جو پادری صاحبان مندرجہ ذیل میں سے منتخب کئے جائیں۔ میدان مقابلہ کے لئے جو تراضی طرفین سے مقرر کیا جائے طیار ہوں۔

نوٹ۔ اِن صاحبوں میں سے کوئی منتخب ہونا چاہیئے۔ اول ڈاکٹر مارٹین کلارک دوسرے پادری عماد الدین۔ پھر پادری ٹھاکر داس یا حسام الدین بمبئی یا صفدر علی بھنڈارہ۔ یا طامس ہاول یا فتح مسیح بشرط منظوری دیگران۔ پھر بعد اس (انتخاب) کے ہم دونوں (یعنے منتخب شدہ پادری اور حضرت مسیح موعودؑ) معہ اپنی اپنی جماعتوں کے میدان مقررہ میں حاضر ہو جائیں۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا کے ساتھ یہ فیصلہ چاہیں کہ ہم دونوں میں سے جو شخص درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں کاذب اور مورد غضب ہے خدا تعالیٰ ایک سال میں اوس کاذب پر وہ قہر نازل کرے۔ جو اپنی غیرت کی رو سے ہمیشہ کاذب اور مکذب قوموں پر کیا کرتا ہے۔ جیسا کہ اوسنے فرعون پر کیا نمرود پر کیا۔ اور نوح کی قوم پر کیا۔ اور یہود پر کیا۔ حضرات پادری صاحبان یہ بات یاد رکھیں کہ اس باہمی دعا میں کسی خاص فریق پر نہ لعنت ہے نہ بددعا ہے بلکہ اُس جھوٹے کو سزا دلانے کی غرض سے ہے جو اپنے جھوٹ کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ایک جہان کے زندہ ہونے کے لئے ایک کا (جو جھوٹا ہو) مرنا بہتر ہے۔"

.... سو اے پادری صاحبان دیکھو کہ میں اس کام کے لئے کھڑا ہوں۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا کے حکم سے اور خدا کے فیصلہ سے سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جاوے تو آؤ تا ہم ایک میدان میں دعاؤں کے ساتھ جنگ کریں۔ تا جھوٹے کی پردہ دری ہو۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور بے شک وہ قادر موجود ہے اور وہ ہمیشہ صادقوں کی حمایت کرتا ہے۔ سو ہم دونوں میں سے جو صادق ہوگا۔ خدا ضرور اس کی حمایت کریگا۔ اس طریق میں کوئی شرط نہیں سیدھی بات ہے کہ اگر باہم دعا کرنے کے بعد میرے مقابل کا شخص ایک سال تک خدا تعالیٰ کے فوق العادت عذاب سے بچ گیا تو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ تاوان مذکورہ بالا ادا کروں گا۔ ہم دونوں اس طرح پر دعا کرینگے کہ "اے خدائے قادر اسوقت ہم بالمقابل دو فریق کھڑے ہیں۔ ایک فریق یسوع بن مریم کو خدا کہتا اور نبی اسلام کو سچا نبی نہیں جانتا اور دوسرا فریق عیسےٰ ابن مریم کو رسول مانتا اور محض بندہ اُس کو یقین رکھتا اور پیغمبر اسلام کو درحقیقت سچا اور یہود و نصاریٰ میں فیصلہ کرنے والا جانتا ہے سو ان دونوں فریق میں سے جو فریق تیری نظر میں جھوٹا ہے اسکو ایک سال کے اندر ہلاک کر اور اپنا ویل اس پر نازل کر۔ اور چاہیئے کہ ایک فریق جب دعا کرے تو دوسرا آمین کہے۔ اور جب وہ فریق دعا کرے تو یہ فریق آمین کہے۔

اور میری دلی مراد ہے کہ اس مقابلہ کیلئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو منتخب کیا جائے کیونکہ وہ موٹا اور جوان عمر اور اول درجہ کا تندرست اور پھر ڈاکٹر ہے اپنی عمر درازی کا تمام بندوبست کر لے گا۔ یقیناً ڈاکٹر صاحب ضرور ہماری اس درخواست کو قبول کر لیں گے اور سخت نامردی ہوگی۔ کہ اب وہ اس وقت بھاگ جائیں۔ اور اگر وہ بھاگ جائیں۔ تو پادری عماد الدین صاحب اس مقابلہ کے لائق ہیں۔ اگر وہ بھی خوف سے بھاگ گئے۔ تو حسام الدین یا صفدر علی یا ٹھاکر داس یا طامس ہاول اور بالآخر فتح مسیح اس میدان میں آوے۔ یا کوئی اور پادری صاحب نکلیں۔ اور اگر اس رسالہ کے شائع ہونے کے بعد دو ماہ تک کوئی بھی نہ نکلا تو پنجاب اور ہندوستان کے تمام پادریوں کے جھوٹے ہونے پر مُہر لگ جائے گی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۶ء" ملخصاً رسالہ انجام آتھم صفحہ ۲۴ تا ۲۶ خزائن ج ۱۱)

م اے نیک فطرت انسانوں! خواہ تم حنفی ہو یا وہابی۔ شیعہ ہو یا سنی۔ مقلد ہو یا غیر مقلد۔ صوفی ہو یا زاہد۔ نقشبندی ہو یا چشتی کوئی بھی ہو اگر تم کو خدا پر ایمان ہے۔ اور قرآن کریم کو تم خدا کا کلام

ف نوٹ۔ حضرت امام الانبیاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے رسول اللہ جانتے ہو اور تم میں تقویٰ کا بیج موجود ہے تو سچ سچ کہدو کہ مندرجہ بالا اشتہار کا مشتہر کس گروہ میں سے ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احراری مشن

"الجمعیۃ" اور "النجم" کی نئی ستم ظریفی!

(۱)

(از ابوظفر سید ارشد احمدی لکھنوی)

امرتسر میں ایک معصوم احمدی بچے کی لاش کے ساتھ "احرار" کی وحشیانہ حرکات پر شریف الطبع اور سزاوارِ انسانیت ہندو مسلم اخبارات نے اس بربریت اور ننگ اسلام حرکت کی کچھ ایسے جگر خراش اور غرق ندامت کرنیوالے الفاظ میں مذمت کی جس کے وزن سے یزید اور راون صفت لوگوں نے بھی شرم سے آنکھیں نیچی کرلیں۔ لیکن دہلی کے اخبار "الجمعیۃ" نے اس گھنونی ندامت اور کلنگ کے ٹیکے سے اپنی ننگ پیشانی بچانے کے لئے خدا ترسی اور انصاف کی بجائے سینہ زوری اور کفربازی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔

"الجمعیۃ" ہندو مسلم اخبارات کے اجل بر پا دلائل سے گھبرا کر عقل و خرد اور حقیقت انسانیت کی سر بازار توہین کرتا ہوا لکھتا ہے "ہم اپنے ناواقف اور غلط اندیش ہندو بھائیوں سے عرض کریں گے۔ کہ اس واقعہ پر نہ تو مسلمانوں کو شرم و ندامت محسوس کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس سے اسلامی مساوات پر کوئی حرف آسکتا ہے۔ اسلام کی نظر میں اور علماء حق کے نزدیک مرزائی ختم نبوت جیسے مرکزی عقیدے سے انحراف کرنے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یعنے وہ مسلمانوں کے سواد اعظم کے نزدیک سرے سے مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اس لئے ایک ایسے شخص کو جو مسلمان نہ ہو مسلمانوں کے قبرستان میں زبردستی دفن کرنے کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے۔"

"الجمعیۃ" "النجم" اور اس قسم کے دیگر نام نہاد "سواد اعظم" اور دنیائے اسلام کے مان نہ مان موئچھ برداشتہ درباری جبر و تعدی کے نشے میں اپنے ننگِ انسانیت اور خلاف اسلام افعال کے جواز کے لئے جو انتہائی قابلِ نفرت اور پھسپھسا سہارا چاہیں۔ تلاش کریں۔ ہمیں انہیں تو شرم و ندامت کی بو تبھی محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن ہمیں اپنی مظلومیت سے زیادہ ان کی اسلام دشمنی پر افسوس ہوتا ہے۔ یہ خدا کی کمزور مخلوق کے خون کے پیاسے۔ بیکسوں پر جور و ستم کے جواز کے لئے اپنی خونخوار فطرت کے بے پناہ مظاہر شوق سے دکھلائیں۔ ہم انہیں منع نہیں کرتے۔ لیکن غضب تو یہ ہے کہ یہ ظالم اپنے انسانیت کش افعال کو عین اسلام کہکر اسلام کے ساتھ۔ اسلام کے بدترین دشمنوں سے زیادہ جو مکروہ اور ہولناک سلوک کرتے ہیں۔ اسے دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

"خوئے بدرا بہانۂ بسیار"۔ کا کرم خوردہ مقولہ جن بدفطرت لوگوں کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس سے ان اوصاف انسانیت سے آزاد عاقبت فراموش۔ ملانوں کو عبرت کا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا۔ ایک ٹٹ پونجیئے بدخو ڈھیٹ اور حیاء سوختہ مولوی میں جو فرق ہوسکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ انہیں نہ اسلام کی رسوائی کا خیال نہ خدا کا خوف۔ رہی خدا کی مخلوق اس سے تو وہ شرمائے جو انہیں خدا کی مخلوق بھی سمجھے۔ جب دلائل اور انصاف نے لتاڑا اور سچائی نے ٹینٹوا دبایا تو جھنجلائے ہوئے انداز میں جو جی چاہا کہہ ڈالا۔ دلائل اور صداقت کا معقول جواب ایک پسپا اور بے غیرت مغلوب کے مان کی بات کیسے ہوسکتی ہے۔

"الجمعیۃ" دہلی نے ازالۂ خفت و خجالت کے لئے ہندو اخبارات کے فولادی اعتراضات کا جواب جس لڑکھڑائی ہوئی زبان اور کانپتے ہوئے قلم سے لکھا تھا۔ وہ اس کی ندامت دلائلی تہی دستی اور علمی بیچارگی کے لئے کافی تھا۔ "النجم" کو کیا پڑی تھی۔ کہ وہ اس بے بسی اور مایوسی کے عالم میں "الجمعیۃ" کا چیتھا بن کر اپنی رہی سہی آبرو پر بٹہ لگائے۔ ۱۴ اگست ۳۶ء کے پرچہ میں اس نے ایک اخلاق باختہ عنوان۔ یعنی "مرزائی جنازہ" قائم کرکے اپنی پچھلی تردامنی کا اعادہ کرتے ہوئے بچارے "الجمعیۃ" کے ساتھ جس شاطرانہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ وہ تو اب کوئی "الجمعیۃ" ہی کے دل سے پوچھے۔ ہم نے ان پست اخلاق مولویوں کو بارہا سمجھایا ہے۔ کہ اختلاف عقائد کی بناء پر کسی جماعت کے مجوزہ نام کے خلاف خود ساختہ ننگ شرافت اور تباغض میں جھلسے ہوئے مخاطبہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے مخالفوں کو مخاطب کرنا گرے ہوئے اخلاق کی بدترین دلیل ہے۔ لیکن انہیں کون سمجھائے۔ انہوں نے جب خدا تعالیٰ کی تعلیم اخلاق پر کوئی توجہ نہیں کی۔ تو یہ ہماری کیا سنیں گے۔ "النجم" اپنے سینہ پہ ہاتھ رکھ کر اور اپنی انسانیت کا جائزہ لے کر ذرا انصاف سے جواب دے۔ کہ اگر اس کی طرح ہم بھی اس کے مجوزہ نام کے خلاف اسے سکوریہ۔ پاٹا۔ پاٹا نالیہ۔ یا مدی وغیرہ الفاظ کے ساتھ مخاطب کریں۔ تو کیا یہ بھلا مانس ہمارے اس فعل کو جائز سمجھے گا؟ نہیں! اور ہرگز نہیں!! تو پھر حقوق انسانیت اور معیار شرافت پر تبر چلاتے اسے خود کیوں شرم محسوس نہیں ہوتی۔

"الجمعیۃ" غریب اپنے "احراری" بھائی بندوں کی حیاء سوز حرکت کا کوئی انصاف پر مبنی جواب تو کیا دیتا وہی پرانی اور انائیانہ کفر و اسلام کی عشوہ گری پر اتر آیا۔ اور انتہائی بوکھلاہٹ سے یہ کہکر اترانے لگا۔ کہ ہمارا ئی ختم نبوت جیسے مرکزی عقیدے سے انحراف کرنیکی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یعنی وہ مسلمانوں کے سواد اعظم کے نزدیک سرے سے مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن کرنے کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے۔" اپنی بربریت کے جواز کی اس انوکھی دلیل کو بیان کر کے "احرار" کے تکیہ دار حمایتی "الجمعیۃ" نے اپنے ناواقف اور غلط اندیش ہندو بھائیوں کا گویا منہ ہی بند کر دیا۔ ہم حیران ہیں کہ ہندوؤں کو ناواقف کہنے والے اخبار "الجمعیۃ" نے ہمیں کفر ساز مشین کا نشانہ بنانے سے قبل یہ کس طرح یقین کر لیا۔ کہ ہندو واقعی آپ کی پیدائشی وراثت کفر سے ہنوز ناواقف اور لاعلم ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ یہ ہم سے صدہا سال پہلے کفر کی نجاست میں لتھڑے ہوئے اور بہت پرانے "لال اور کالے" "کافروں" کی یادگار۔ ہمیں کافر کہہ کر ہمارا منہ چڑائیں۔ اور اس بدتمیزی پر اگر ہم خاموش رہیں۔ تو یہ بداندیش پھولے نہ سمائیں۔ کیوں جی میاں "الجمعیۃ" تمہارے خلاف جن مسلمانوں کے کفر کے فتوے موجود ہیں۔ اگر خدانخواستہ تمہارے کسی عزیز کے مرنے پر تمہاری طرح وہ بھی تمہارا مردہ اپنے قبرستان میں دفن کرنے پر تم ہی جیسا تم پر ظلم کریں۔ تو کیا ایسے مسلمان تمہارے نزدیک حق بجانب اور سواد اعظم کے شیرازے میں منسلک ہونگے؟ بریلی کے حنفی مسلمانوں نے جب اپنی مسجد میں دیوبندی مسلمانوں پر لاٹھیاں برسائیں تھیں۔ تو کیا انہوں نے اپنے حق بجانب ہونے پر تمہاری اس وزن دار دلیل کو بیان نہیں کیا تھا۔ اسی طرح مسلمانوں کے تمام فرقے ایکدوسرے فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ جو انسانیت سوز مظالم کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ سب کے سب آپ کی طرح ادعائے اسلام اور استیصال کفر کے مدعی نہیں ہیں۔ "النجم" جس نے آپ کا مضمون شائع کر کے سعادت دارین حاصل کرنے کی سعی کی ہے۔ تعجب ہے کہ اس بے خبر نے بھی اس بودی اور نہایت مضحکہ خیز دلیل کفر کو بیان کرنے سے پہلے اپنے بوسیدہ گریبان میں منہ کیوں نہیں ڈالا۔ لکھنؤ کے در و دیوار تو ابھی اس بات کے بیتے جاگتے گواہ ہیں۔ کہ ان کے "حنفی" دوست تو انہیں اتنا غلیظ کافر سمجھتے ہیں۔ کہ جو ان کے کفر میں شبہ بھی کرے وہ اکفر الکافرین ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ جس محلے میں مولوی عبدالشکور صاحب اور ان کے حواری رہتے ہیں۔ اسی محلے میں امام اعظم اہل سنت حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مولوی عبدالشکور صاحب کے استاد بھی فروکش ہیں۔ کیا ممدوح کا یہ فتویٰ "النجم" بھول گیا۔ کہ مولوی عبدالشکور صاحب ہندو۔ عیسائی اور یہود سے بدتر کافر ہیں۔ ہاں کیا۔ بھولے میاں "النجم" مدینہ طیبہ اور ہندوستان کے سینکڑوں علماء کا وہ فتویٰ بھی فراموش کر سکتے ہیں جس میں آپ کے امام صاحب پر بے پناہ کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں۔ اب "النجم" ہی خدا کا خوف مدنظر رکھ کر جواب دے۔ کہ اس کے مخالف چوٹی کے علماء اسلام اگر خدانخواستہ ان کی کسی معصوم میت کیساتھ ایسا ظالمانہ سلوک روا رکھتے ہوئے آپ کے معیار کی رو سے اپنے جواز ظلم کے لئے وہی جواب دیں۔ جو جناب ایک معصوم کی میت کی بے حرمتی کرنے کے بعد دے رہے ہیں۔ تو کیا آپ مظلوم اور آپ کے نزدیک وہ ظالم نہ ہوں گے

احمدیت کی پچاس سالہ تاریخ دنیا کے سامنے ہے۔ اس عرصہ طویل میں ہزاروں احمدی فوت ہوئے ہونگے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ایک کثیر تعداد ان متوفی احمدیوں کی انہیں قبرستانوں میں دفن ہوئی ہے اتنے لمبے عرصے میں آج تک "احراری" جیادار دل کو اپنے مُردوں کے مس نجاست کا خیال پیدا کیوں نہ ہوا۔ اور وہ کیوں دیدہ دانستہ نعوذ باللہ ان نجس اجسام سے اپنے مُردوں کو ناپاک کراتے رہے۔ پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ ایک بے کس احمدی کا دل ہلا دینے والی مرنت سماجت کا لشکر احرار پر تو کوئی اثر نہ ہوا۔ لیکن پولیس کی صرف شکل ہی دیکھنے سے بقول "احرار" نعوذ باللہ (خاک بدہنش) یہ مضغہ نجاست میت احرار کے مطہر اجسام کے لئے فوراً ہی منبع طہارت بن جائے اور احراری سور مال اپنے مُردوں کی نجاست سے بغلگیری پر شاد یانے بجاتے خوشی خوشی اپنے کیمپوں میں واپس چلے آئے۔ اس نیرنگی اور بے اصولے پن کی بھی کوئی انتہا ہے کہاں کا اصول اور کیسا انصاف مُردوں کی عزت کیسی۔ الیکشن کی دلدی کا پریم جو جی چاہے کرائے کسی طرح اس ٹھگنی اور ٹھگوں کا سستیلن ہو جائے۔ پیٹ پوجا کے لئے آدمی کیا کیا نہیں کرتا؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہا انصاف اور واقعی شجاعت کا خیال۔ یہ تو انہیں ہو جنہیں حیاء اور بے حیائی میں کوئی فرق بھی نظر آتا ہو۔ احراری سورماؤں کی توپ کا نشانہ اقلیت اور بے کسوں کے علاوہ کسی کی طرف رُخ ہی نہیں کرتا۔ ایک مدت سے سلطنت کے چند ہم مشرب کارندوں کی سانہ بازی سے غریب احمدیوں پر یہ جو بے پناہ مظالم ڈھا رہے ہیں۔ ان سے تو زمین و آسمان تک تھرا گئے۔ اب ان کی بوالہوسی اور کثرت کے گھمنڈ نے بچارے شیعوں کی طرف کچھ توجہ مبذول فرمائی ہے۔ مدح صحابہؓ کا ہنگامی مشغلہ اگر اخلاص اور واقعی اسلامی درد کا اثر ہوتا تو ہمیں کیا تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس سے دلچسپی ہوتی۔ ذاتی مفاد اور انفرادی بغض و عناد کی تہ میں مسلمانوں کو تباہی میں ڈالنا یہ حرکت ہمیں کیا ہر منصف مزاج کو بُری معلوم ہوگی۔ جس بزرگ نے بیٹھے بٹھائے اس افتراقی چنگاری میں خلیتہ لگایا ہے۔ وہ "انجم" کی "تحفظ ملت" کے سوا کہ آنے کرتا دھرتا اور نفس ناطقہ تھے۔ اور جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ پندرہ بیس سال سے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہکر بقول خود اسی "کفر گڑھ" یعنے لکھنؤ میں براجمان تھے۔ لیکن آج تک اس فرض عظیم کی طرف جناب نے توجہ نہیں فرمائی چند ذاتی بے عنوانیوں کی بناء پر جب "انجمن تحفظ ملت" سے الگ کر دیئے گئے۔ تو انجمن مذکور کے جانی دشمن بن گئے۔ آقایانِ سابقہ کی موئے آتش دیدہ دشمنی اور اپنے ذاتی مفاد کے لئے آپ کی جدت نے یہ محاذ قائم کیا۔ کہ اکابرین اور ذمہ دار علمائے لکھنؤ کے خلاف شیعوں سے علمِ جہاد بلند کر دیا۔ کیا یہ انتہائی حیرت اور تعجب کی بات نہیں؟ کہ جس شخص کی کفش برداری کے صلہ میں صدر احرار نے شیعوں کی مخالفت کے گر سیکھے۔ آج وہ "مقتدر ہستی" اکابرین لکھنؤ اور چوٹی کے سنی علماء تو "بے غیرت" "دھوکے باز" اور "ڈھونگیئے" ہو گئے۔ اور

احراری شہدائیان اسلام!

مسلمانانِ لکھنؤ کی آئینی جد و جہد کے دوران میں یہ ہنگامہ آرائی مسلمانوں کے لئے جس قدر پریشانی کا باعث اور اغیار کی خوشی کا سبب بن رہی ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن اس نزاکت کا احساس نفس اور خواہشاتِ ذاتیہ کے پجاریوں کو کیسے ہو مسلمان مریں یا جئیں پیٹ کے دوزخ کا منہ بھر جائے۔ اللہ! اللہ!! مسجد شہید گنج کے بنیادی اور عالمگیر اسلامی مسئلے کو تو انہوں نے عبث و فضول کہکر ٹال دیا۔ اور شہدائے مسجد کو وہ نجس اور جہلا سوز خطاب عطا کیا۔ جس کا ہم اعادہ بھی نہیں کر سکتے۔ جمہور اسلام کے خلاف سکھوں سے ایسا بھائی چارہ گانٹھا کہ مسلمان انگشت بدندان ہو گئے۔ لیکن مدح صحابہؓ کی زیر عمل اور آئینی جد و جہد سے قبل مسلمانوں میں سر پھٹول کرانے کے لئے اعلانِ جنگ سے پہلے میدان میں کود پڑے۔ یا وہ "بے نمکی" یا "یہ شورہ شوری"!

مساواتی ڈینگ

"الجمعیتہ" احرار کی حمایت میں ہندو اخبارات کے زبردست اعتراضات کا معقول جواب تو کیا خاک دیتا۔ ایک جھینپے ہوئے انداز میں یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا کہ جسے ہم مسلمان نہ سمجھیں۔ اس کی میت کی بے حرمتی ہمارا عین مذہب ہے۔ خدا کے بندے! ہندو اخبارات کا اعتراض تو یہی ہے۔ کہ اس عملی ننگ نظری کے بعد مساوات کی زبانی ڈینگیں کیا وقعت رکھتی ہیں۔ اچھوت اگر مسلمان ہو جائیں۔ تو یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی مسلمان فرقے ہی میں شامل ہوں گے۔ اب جس فرقے میں وہ شامل ہوں اس کے مخالف فرقے کے مسلمان مسلمان ہونے کے بعد بھی ان کی ایسی بُری طرح مٹی پلید کریں تو انہیں اسلام میں کونسی مساوات نصیب ہوئی۔

اس کے مقابلہ میں ہندو مساوات کی اولوالعزمی ملاحظہ ہو۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ویدا اور شاستروں سے ناواقف سے ناواقف ہندو سماجوں کے اختلافات صرف انسانوں کی زندگی تک ہی محدود ہیں۔ ان کے اختلافات دائمی دشمنی کا رنگ نہیں رکھتے۔ مرنے کے بعد وہ بدتر سے بدتر اور نیچ سے نیچ انسان کی عزت کرتے ہیں۔ ان کی چتا میں ایک کمڑ سے کمڑ پنڈت کی موجودگی میں ہندوؤں کے تمام فرقے نہایت آزادی سے اپنا مُردہ پھونک سکتے ہیں۔ اور کسی جاہل سے جاہل ہندو کی مجال نہیں۔ جو اسے روک سکے۔ اس طبعی مساوات کی موجودگی میں غریب اچھوتوں کو کیا پڑی۔ کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے مُردوں کی خواہ مخواہ مٹی پلید کرائیں۔ زندہ انسانوں کی توہین تو لاچار سے لاچار انسان بھی برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن مُردوں کی توہین سے تو تمام نظام عالم میں وہ ابتری پھیل سکتی ہے۔ جس کو تمام دنیا کی حکومتیں بھی نہیں روک سکتیں۔ ہائے اسلام کے طبعی پاکیزہ اور عین فطری اصولوں پر یہ نادان مولوی کیسا بُری طرح کلہاڑا چلا رہے ہیں۔

بدترین افترا و بہتان

"الجمعیتہ" نے اپنی بربریت کے جواز کی دلیل میں سب سے سنگین جرم جو ہم پر عائد کیا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ ہو کہ "مرزائی ختم نبوت جیسے مرکزی عقیدے سے انحراف کرنے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی جماعت کے مسلمات کے خلاف محض افترا اور بہتان کے رنگ میں اس پر اگر کوئی ناپاک الزام لگایا جائے۔ تو جو قلبی تکلیف اس جماعت کو ہوگی۔ وہ بیان اور تحریر دونوں سے باہر ہے۔ اس افترائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محض کا مدلل سکات اور مسکت جواب ہماری طرف سے سینکڑوں مرتبہ دیا جا چکا ہے۔ لیکن اس بیہودہ جسارت کا کیا علاج کریں کہ اپنی افترا پردازی سے ہمارا انتہائی ضدی مخالف اور ڈھیٹ مولوی کھلی ہوئی پسپائی کے بعد بھی باز رہنا تو درکنار خاموش ہونا بھی نہیں چاہتا۔

ان واقعا[illegible] شہادات کے بعد اب ذرا "ختم نبوت کے مر[illegible]رئے سے بقول مولوی "الجمیعۃ" ہمارا انکار۔ اور ملاحی کا اثبات بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ ہم اس ہستی کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جان ہے۔ کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دل سے خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اور ہمارا یہ ماننا یقین کامل کا وہ بلند درجہ رکھتا ہے۔ جس میں شک و شبہ کا احتمال بھی ہم بدترین کفر سمجھتے ہیں۔ پھر ہماری طرف ختم نبوت کا انکار منسوب کرنا افترا نہیں تو اور کیا ہے؟ ختم نبوت کا انکار اور چیز ہے۔ اور آپ کے غلط معنی ختم نبوت کو نہ ماننا اور بات ہے۔ کسی لفظ کے غلط معنی کے نہ ماننے والے کو اس عقیدے کا منکر کہنا "الجمعیۃ" کی یہ نرالی منطق کیا کسی عقلمند کی سمجھ میں آسکتی ہے؟ یہ مضمون چونکہ کچھ طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے سر دست ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اور آئندہ دوسری قسط میں انشاء اللہ حقیقت ختم نبوت پر مفصل روشنی ڈالیں گے۔

سُرخپوش اور نیلی پوش!

اخبار "احسان" لاہور جو احرار پارٹی کا پہلا بستہ بردار اور ڈھنڈورچی ہے۔ ۵ راگست کی اشاعت میں احراریوں اور اتحادیوں کا سراپا بیان کرتا ہوا لکھتا ہے کہ

"آج کل احرار اور نیلی پوشوں میں جس قسم کی بحث و تکرار ہو رہی ہے۔ اس کا نقشہ آج سے بہت پہلے سر سید احمد خان مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں کھینچ دیا تھا۔ ذرا ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے۔ کہ نقل مطابق اصل ہے یا نہیں۔

"جب کتے آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں تو پہلے تیوری چڑھا کر ایک دوسرے کو بری نگاہ سے آنکھیں بدل بدل کر دیکھنا شروع کرتے ہیں۔ پھر تھوڑی تھوڑی گونجیلی آواز ان کے نتھنوں سے نکلنے لگتی ہے۔ پھر تھوڑا جبڑا کھلتا ہے۔ دانت دکھائی دینے لگتے ہیں اور خفی سی آواز نکلنی شروع ہوتی ہے۔ پھر باچھیں چر کر کانوں سے نکلتی ہیں۔ اور ناک سمٹ کر ماتھے پر چڑھ جاتی ہے ڈاڑھوں تک دانت باہر نکل آتے ہیں۔ منہ سے جھاگ نکل پڑتے ہیں۔ اور عنیف آواز کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں۔ اس کا ہاتھ اس کے گلے میں اور اس کی ٹانگ اس کی کمر میں۔ اس کا کان اس کے منہ میں۔ اور اس کا ٹینٹوا اس کے جبڑے میں۔ اس نے اس کو کاٹا اور اس نے اس کو پچھاڑ کر بھنبوڑا۔ جو کمزور ہوا۔ دم دبا کر بھاگ نکلا۔"

خیر سر سید احمد خان مرحوم بزرگان ملت میں سے تھے۔ ہم میں اتنی ہمت نہیں کہ اس معرکہ کارزار کو کتوں کی لڑائی سے تشبیہ دیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان لڑائیوں کا تذکرہ ہمیشہ اس طرح کرتے ہیں۔ گویا دائرلو کا معرکہ برپا ہے یا ہسپانی بیڑے اور برطانی جنگی جہازوں کا مقابلہ آپڑا ہے لیڈروں کو ہمیشہ فیلڈ مارشل اور جنرل کہا۔ قومی کارکنوں کو کرنل اور میجر کے نام سے پکارا۔ رضا کاروں کے حق میں غازیاں جلادت شعار سے کم درجہ کی کوئی اصطلاح استعمال نہیں کی۔ پھر بھی اگر دونوں طرف کے بعض بزرگوار ہم سے ناراض ہیں۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

امرت سر میں فلسطین کانفرنس ہو رہی تھی۔ سُرخ پوش اور نیلی پوش حسب عادت آپس میں لڑ پڑے۔ ایک صاحب نے پوچھا۔ کہ اس معرکہ کے متعلق کیا رائے ہے؟ اس موقعہ پر بھی ہم نے حفظ مراتب کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اور عرض کیا کہ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف دریائے نیل ہے۔ دوسری جانب بحیرہ احمر ہم بچارے راوی میں چپو چلانے والے آبدار سمندروں اور دریاؤں کی لڑائی بھڑائی کے متعلق کیا جانیں۔ سرخ پوش اور نیلی پوش حضرات انہیں دو جملوں سے ہماری عقیدت مندی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔"

احرار کے "امیر شریعت" کی بدکلامی

مولوی بخار اللہ شاہ عطائی کے خلاف

یہ شکایت روز بروز عام ہو رہی ہے کہ وہ بزرگان دین اور اکابر تاریخ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے مستی اور بے تکلفی کے عالم میں نازیبا انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہمیں بے شمار احباب نے بتایا کہ مولوی صاحب مذکور حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے حضورؐ کے لئے "میاں" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً "میاں نے آج سے چودہ سو سال پہلے کہہ رکھا ہے کہ..... یا میاں کو مکہ معظمہ سے رخصت ہو کر مدینہ جانا پڑا۔"

ہم نے ایک دفعہ اپنے کانوں سے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے مولوی عطائی نے اول الذکر کو "بڈھا" اور آخر الذکر کو "نڈھا" بتایا۔ پنجابی میں یہ الفاظ "بڈھا اور لڑکا" کی تصغیر ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہنشاہ دو عالم کے جلیل القدر صحابہ کے متعلق یہ انداز خطاب نہایت گستاخانہ و غیر مودبانہ ہے۔ اور جو شخص حفظ مراتب نہیں کرتا۔ اس کی زندیقیت میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

۱۴ جولائی کو مدرسہ النوریہ عربیہ لدھیانہ کے ناظم صاحب نے مولوی بخار اللہ شاہ عطائی کا وعظ کرایا۔ بات صرف اتنی تھی۔ کہ ہندوستان میں اسلام کی جو خدمت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے کی۔ وہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن مولوی مذکور نے اپنے انداز سے اس بیان کو اس قدر سوقیانہ بنا دیا۔ کہ شاہان اسلام میں سے کوئی آپ کی اس ہرزہ سرائی سے نہ بچ سکا۔ خصوصاً حضرت عالمگیر اعظم حضرت سلطان ٹیپو شہید۔ حضرت سلطان محمود غزنوی۔ غوری۔ التمش۔ سراج الدولہ کو خوب لتاڑا۔ حالانکہ یہی چند شخصیتیں ہیں جن کی وجہ سے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔

اسی جوش و خروش کے عالم میں ملکہ ہند ممتاز محل کا ذکر آگیا۔ آپ نے اس جلیل القدر بیگم کی شان میں اپنی زبان بے لگام سے یہ پنجابی فقرہ کہا۔

اوسُندے او ۹ جدوں تاجو مرگئی۔

تاں شاہجہان نے اس دی قبر تے ست کروڑ روپیہ لگا دتا۔

اگر کوئی ہندو ملکہ ممتاز محل کا ذکر اس بے ادبی سے کرتا۔ تو مسلمان اس کی تکا بوٹی کر دینے کو تیار ہو جاتے۔ لیکن ایک ہوس پرست مُلّا اس محترم شخصیت کے متعلق "تاجو مرگئی" کہتا ہے۔ اور مسلمان چپ چاپ سنتے ہیں۔ کسی کو توفیق نہیں ہوتی۔ کہ اس بے ادب کو برسر جلسہ ٹوک ہی دے۔

لیکن جو شخص رسول اللہ صلعم کو "میاں" ابوبکرؓ کو "بڈھا" اور علیؓ کو "نڈھا" کہنے میں دریغ نہ کرے اس کے سامنے عالمگیر۔ ٹیپو۔ محمود غوری۔ شاہجہان اور ممتاز محل کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

خدا جانے یہ احرار مسلمانوں کے اخلاق کو تسفل کی کن گہرائیوں میں غرق کر کے رہیں گے۔ اب تک تو ان کی سرگرمیوں کا نتیجہ یہی نکلا ہے۔ کہ ادب۔ اخلاق۔ شائستگی کے محاسن ہمارے جلسوں سے رخصت ہو چکے ہیں۔ کہیں برادریوں کو انتخاب کا آلہ کار بنایا جا رہا ہے۔ کہیں ایک ایک سال کے بچوں کے جنازوں کی مٹی پلید کی جا رہی ہے۔ کہیں اسلامی اکابر کی توہین کی جا رہی ہے۔ کہیں ایک دوسرے کے سر پھوڑے جا رہے ہیں۔

جب تک قوم خود اپنا مذاق درست نہ کرے گی۔ اس قسم کے خود غرض فرعون اس پر برابر مسلط رہیں گے۔ (انقلاب ۵ اگست ۱۹۳۶ء)

وی پی واپس کنندگان سے گذارش!

کیا کہوں؟ کچھ کہا نہیں جاتا ۔۔۔ آہ چُپ بھی رہا نہیں جاتا

فاروق کے متعلق جس قدر پُرزور اپیلیں کی گئی تھیں۔ ان کو پڑھ کر بعض احباب کا خیال تھا۔ کہ اب فاروق کی اشاعت چند دنوں کے اندر اندر ضرور ایک ہزار ہو جائے گی۔ جو مشکل نہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے افراد یقیناً احمدیہ پریس کی ترقی اور اخبارات سلسلہ کی بہبودی کے دلی خواہشمند ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ تمام دیگر اخبارات اغیار سے احمدی قوم کے اخبار ترقی کریں۔ اور احمدیہ پریس دنیا بھر کے پریسوں سے زیادہ مستقل اور دیرپا اور مضبوط ہو۔ اس خیال میں کس قدر حقیقت ہے؟ وہ میں مختصر طور پر عرض کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ میں نے حتی المقدور ہمیشہ یہ کوشش کی۔ کہ جماعت احمدیہ کی اس بے حسی یا بے پروائی کو مخفی رہنے دوں۔ تاکہ اخبار کو کسی خیالی خوشی کا موقعہ نہ ملے۔ مگر آئے دن کی اس مصیبت کو جو کمی اشاعت اخبارات کی وجہ سے پیش آتی رہتی ہے جھیلنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے کچھ کہنا پڑا ہے۔ گو یہ عرضداشت بھی "صد البصحرا" کی مصداق ہو گی۔ کہ کسی کان پر اس کا اثر نہ ہو گا۔ مگر اظہار حقیقت بھی ضروری ہے۔ جس سے مجبوری ہے۔ قبل اس کے کہ میں احمدیہ پریس اور سلسلہ کے اخبارات سے قوم کی دلچسپی کا نمونہ پیش کروں۔ تھوڑا سا حال ایک نئی ترقی یافتہ قوم کے پریس اور اخبارات کا بتانا ضروری خیال کرتا ہوں۔

جاپان کے پریس اور اخبارات

یورپ سے دور اور ہندوستان سے قریب الشیاء میں ہی نشر و اشاعت پر توجہ کرنے والی قوم کس طرح اقتصادی ترقی کے بام پر چڑھ رہی ہے جاپان جس کی مختصر آبادی ہے۔ اس میں ایک ہزار ایک سو چالیس روزانہ اخبار نکلتے ہیں۔ اور ہفتہ وار ماہوار جریدوں کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔ ان میں سے صرف دو روزانہ اخبارات "اوساکا مینچی" کے تیرہ لاکھ اور "ٹوکیو آساہی" کے بیس لاکھ خریدار ہیں۔ اور اگر ان اخبارات کی مالی حالت کا اندازہ آپ کو معلوم ہو تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ آٹھ دس سال ہوئے صرف "اوساکا مینچی" کی کمپنی نے اپنے اخبار کے لئے ۳۳ لاکھ روپیہ صرف کر کے ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی۔ اور "ٹوکیو آساہی" کی کمپنی نے ۳۸ لاکھ روپے کی لاگت پر ریلوے سٹیشن کے متصل ایک آٹھ منزلہ بلڈنگ تیار کرا ڈالی۔ ۱۹۲۴ء میں "مینچی" کمپنی نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنا ہوائی جہاز خریدا اور اسے جاپان پر اوڑایا۔ اس کے مقابلہ میں "آساہی" اخبار والوں نے اپنے ہوائی جہاز کی نہ صرف جاپان پر پرواز دکھائی۔ بلکہ اسے روس کے راستہ پیرس تک بھیجا۔ "مینیچی" اخبار والوں نے ٹوکیو اور اوساکا کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل کے لئے پانچ ہوائی جہاز خریدے تو "آساہی" کمپنی نے ایک پورا ہوائی بیڑا تیار کر ڈالا۔ "مینیچی" کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ۵۰ آدمی ہیں اور کمپوزیٹر ۱۲۰ صیغہ طباعت میں ۵۱ ہیں۔ اور محکمہ جہاز رانی میں ۲۶۵ جن کی مجموعی تعداد ۲۴۰۵ ہے۔ جو کام پر مامور ہیں۔ ایڈیٹر کی تنخواہ ہی چالیس ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ اور یہ اتنی رقم ہے۔ جو جاپان کے سرکاری وزراء کی تنخواہ سے اڑھائی گنا ہے۔

ہندوستان کے اخبارات کا حال بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ بھی معقول حالت میں ہیں۔ خصوصاً آریہ سماج کے درجنوں روزانہ ہفتہ وار اور ماہوار اخبار پنجاب اور یوپی سے شائع ہوتے ہیں۔ اور عموماً ان کی تعداد اشاعت ہزاروں تک ہے۔ اور اکثر کے اپنے سٹیم پریس ہیں۔ اور شاندار بلڈنگیں بنوالی ہیں۔ اور یہ وہ قوم ہے جس کے پاس باطل عقائد اور جن کا مذہب ایجاد کردہ خود ہے۔ جس کی اشاعت وہ دریدہ دہنی اور بدزبانی سے ان اخباروں کے ذریعہ کرتے ہیں سر توڑ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور انہیں کبھی ایسی اپیلیں کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جس میں وہ اپنے ہمخیالوں کو یہ بتائیں کہ ان کے اخبار چند دن کے مہمان ہیں۔ خریداری گھٹتی جاتی ہے۔ چندہ وصول نہیں ہوتا۔ وی پی بار بار واپس آتے ہیں۔ غرض اس قسم کی کبھی وہ شکایت نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ مُردہ قوم ہے۔ جس کا مذہب مردہ۔ کتاب مردہ۔ ریفارمر مُردہ ہے۔

اب اس کے برعکس اپنی حالت کی طرف متوجہ ہو جائیے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوئے ابھی گنتی کے چند سال یعنے صرف ۲۸ برس گذرے ہیں۔ احمدی قوم کی تعداد میں خدا کے فضل سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ تبلیغ کا بوجھ پہلے سے زیادہ قوم کے ہر فرد کے ذمہ بڑھ گیا جس کا تقاضاء یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں اگر دو اخبار سلسلہ کی طرف سے نکلتے تھے۔ تو حضورؑ کی وفات کے بعد چوگنی تعداد میں اخبار جاری ہوتے۔ کیونکہ آج اس سے کسی کو انکار نہیں۔ کہ پریس اور اخبارات ہی دراصل ہر قوم کی زندگی کا پیش خیمہ ہوا کرتے ہیں۔ اور فی زمانہ اخبار سے بڑھ کر تبلیغ و اشاعت کا دوسرا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ جن کے ذریعہ احمدیت کی تبلیغ ہر فرد اور ہر شہر اور ہر ملک میں بآسانی ہو سکتی۔ اور کی جا سکتی ہے۔ مگر کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے واصل باللہ ہوتے ہی وہ دو اخبار جو حضور کی حیات طیبہ میں۔ الحکم۔ بدر کے نام سے نکلتے تھے۔ وہ بند ہو گئے۔ محض قوم کی عدم توجہی اور لاپرواہی سے۔ رسالہ تشحیذ الاذہان جو حضورؑ کے وقت میں جاری ہوا تھا۔ وہ بھی بند ہو گیا۔ جن کے بعد قادیان شریف سے الفضل اور احمدیہ گزٹ اور مصباح اور کھوں میں تبلیغ کے لئے نورا اخبار جاری ہوئے۔ انمیں سے احمدیہ گزٹ بند ہوا۔ خلافت اولیٰ میں دہلی سے میں نے اخبار الحق احمدیت کی تبلیغ کے لئے جاری کیا۔ جو مجھے قادیان ہجرت کر کے آنے کی وجہ سے بند کرنا پڑا۔ خلافت ثانیہ میں دارالامان سے میں نے فاروق جاری کیا۔ اور پھر الحکم بھی سہ بارہ جاری ہوا۔ ان میں سے ہر ایک کی حالت ناقابل بیان ہے۔ الحکم کا بقایا سینکڑوں روپیہ احمدی خریداران کے ذمہ واجب ہے۔ جس کی وہ اسمواری فہرست شائع کر چکے ہیں مصباح کی حالت بالکل ناگفتہ بہ ہے۔ ریویو آف ریلیجنز اردو اور انگریزی دونوں گھاٹے میں چل رہے ہیں۔ لیکن چونکہ مصباح اور ریویو صدر انجمن کی ملکیت ہیں۔ اس لئے وہ ہر حالت میں جاری رہینگے۔ خواہ نفع میں رہیں یا نقصان میں۔ خواہ اپنا خرچ خود برداشت کر سکیں یا کسی دوسری مد سے قرض لے کر خرچ کریں۔ مگر جاری ضرور رہیں گے۔ اور اخبار نور کی حالت ان سب سے زیادہ دردناک ہے۔ صرف ایک الفضل روزانہ ایسی حالت میں ہے۔ کہ موجودہ صورت میں وہ اپنا خرچ نکال لیتا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ اس میں سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبے اور ارشادات شائع ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں۔ تو پھر اس کا بھی دوسرے لوکل ہمعصروں والا حال ہو جائے۔

باقی رہا **فاروق** اس کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ وہ اپیلوں پر اپیلیں کرنے اور لاجواب سلسلہ کا لٹریچر مفت انعام میں دینے کے بعد مرمر کر ۳۸۲ کی تعداد میں شائع ہونے لگا۔ جو اپیلوں سے پہلے ۲۵۶ خریداروں کے نام جاتا تھا۔ یہ ۱۲۶ کی تعداد کا جو اضافہ اپیلوں اور انعاموں اور مفت کتابیں دینے کے بعد ہوا تھا۔ وہ صرف عارضی ثابت ہوا۔ یعنے ششماہی اول میں تو یہ تعداد برقرار رہی۔ جب ششماہی دوم کے چندہ کا سوال پیش آیا۔ تو ۲۲ خریداروں نے تو صاف انکار کر دیا۔ کہ آئندہ وہ خریداری کی گنجائش نہیں رکھتے۔ اور ۶۳ خریداروں کے وی پی واپس آ گئے۔ جن پر ڈاکخانہ کی طرف سے اتنا لکھا ہوا تھا۔ کہ خریدار کو نوٹس دیا گیا وہ وصول کرنے نہ آیا۔ میعاد نوٹس ختم ہونے پر واپس کر دیا جاتا ہے۔ یہ ۶۳ خریدار ایسی مشکوک حالت میں ہیں۔ جن کے متعلق نہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ چندہ دینگے۔ یا نہ دینگے۔ اس کا فیصلہ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گا۔ جبکہ تین تین آنے دوبارہ خرچ کر کے وی پی بھیجوں گا۔ کیونکہ بذریعہ خط یا کارڈ یا کسی اور سہل طرز پر عمل کر کے وہ دفتر کو اطلاع دینے سے بے پرواہ ہیں۔ وہ نہیں پسند کرتے۔ کہ تین پیسے کا کارڈ لکھ کر دفتر فاروق کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دیں۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ فاروق میں پانچ دفعہ نوٹس اور اطلاع۔ اور یہ اعلان کرنے کے کہ جن کے ذمہ فاروق کا بقایا ہے۔ اور جن کا چندہ ششماہی یا سالانہ ختم ہو گیا ہے۔ وہ اپنا اپنا بقایا اور چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت بیت المال ارسال کر دیں۔ یا دفتر کو اطلاع دیں کہ کب بھیجیں گے۔ ورنہ ان کے نام وی پی ارسال ہونگے۔ کسی نے جواب تک نہ دیا۔ آخر کار جب پانچ دفعہ اطلاع دینے کے باوجود خاموشی رہی تو فاروق کے وی پی حسب اعلان جاری کر دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۸۰ وی پی ارسال شدہ میں سے ۶۳ واپس ہوئے۔ اور ۱۱۔ وصول باقی اب تک نہ واپس آئے نہ وصول ہوئے۔ جب کچھ ہو گا۔ تب دیکھا جائے گا۔ ان ۶۳ واپس آمدہ وی پی پر تیرہ روپیہ محصولڈاک و فیس وی پی کے ناحق ضائع ہوئے۔ یہ فاروق کی برادری نے فاروق کے ساتھ مربیانہ سلوک کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگلی اشاعت میں ان دوستوں کے اسماء گرامی شائع کر دیئے جائیں گے۔ جنہوں نے نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ کئی بار وی پی واپس کئے۔ مگر اس قدر تکلیف گوارا نہ کی کہ ایک تین پیسہ کا کارڈ لکھ کر دفتر میں اطلاع کر دیں۔ کہ وی پی نہ ارسال کیا جاوے۔ ہم فلاں تاریخ تک چندہ بھیج دینگے۔ یا آئندہ اخبار بند کر دیں اور یہ بھلا حساب وصول کر لیں۔ یا فلاں مہینے میں وی پی کریں۔ امید ہے کہ اس مہلت میں اکثر خریدار اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر یا بوساطت بیت المال ارسال کر دینگے۔ یا بذریعہ کارڈ اطلاع دینگے کہ کب ادا کرینگے تو ایسے دوستوں کے نام شائع نہیں کئے جاوینگے۔ فرور اس پر توجہ فرماویں

وفات مسیح اور خواجہ حسن نظامی صاحب

بخدمت ایڈیٹر صاحب پیغام۔ السلام علیکم۔

پرسوں خواجہ حسن نظامی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس موقعہ پر جناب گرنتھی صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ گرنتھی صاحب کے مضمون کے متعلق خواجہ صاحب سے حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

میں۔ خواجہ صاحب۔ یہ حیات مسیح کے مسئلہ کے متعلق جناب کا کیا صحیح عقیدہ سمجھا جاوے؟

خواجہ صاحب۔ اچھا آپ اس روزنامچہ کے متعلق فرما رہے ہیں۔

میں۔ جی ہاں۔

خواجہ صاحب۔ وہ تو محض ایک چٹکلہ تھا۔ ایک مذاحیہ عبارت لکھی گئی تھی۔

میں۔ اور وہ جو آپ نے حضرت مسیحؑ کے تابوت برآمد ہونے پر ایک مضمون لکھا تھا۔

خواجہ صاحب۔ وہ بالکل صحیح ہے۔

میں۔ تو کیا میں یہ سمجھ لوں۔ کہ جناب کا عقیدہ وفات مسیح کے متعلق وہی ہے جو آپ نے ان تابوتوں کے برآمد ہونے کے موقع پر شائع فرمایا تھا۔

خواجہ صاحب۔ بالکل بالکل میرا وہی عقیدہ ہے۔ بلکہ میں اس مرتبہ اپنے اخبار میں بھی اس کو لکھ رہا ہوں۔ جو عنقریب شائع ہو جاویگا۔

میں خواجہ صاحب کے ان الفاظ پر اعتبار کرتے ہوئے قارئین پیغام صلح کو مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خواجہ صاحب کا وہی عقیدہ ہے جو آپ نے تابوتوں کے برآمد ہونے پر شائع فرمایا تھا۔ یعنے آپ حضرت عیسےٰؑ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور گرنتھی صاحب نے خواجہ صاحب کا اس کے مخالف مضمون جو پیغام صلح میں شائع کرایا ہے۔ وہ بقول خواجہ صاحب محض ایک چٹکلہ اور ایک مذاحیہ عبارت تھی۔"

لہذا اس دوسری مخالف تحریر کو مستند نہ سمجھا جائے۔

(خاکسار محمد اکرام اللہ خان۔ دہلی)

ایڈیٹر پیغام صلح کے نام خواجہ صاحب کا خط

اخبار پیغام صلح میں میرے عقیدہ حیات و ممات مسیح کی نسبت جو مراسلہ شائع کرایا گیا ہے۔ وہ تشریح کے قابل ہے۔

میں حضرت عیسےٰؑ کو جو تھے آسمان پر زندہ ہونے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ جیسے اور پیغمبر زیر زمین دفن ہیں۔ وہ بھی زیر زمین دفن ہوں گے۔ مگر اس عقیدہ سے جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا نتیجہ نکالنا قطعی غلط سمجھتا ہوں۔ میرا عقیدہ ہے۔ کہ میرزا صاحب نہ مہدی تھے۔ نہ مسیح تھے۔ نہ مجدد تھے۔ البتہ انہوں نے اسلام کے حریفوں کے سامنے آکر اسلام کی خدمات انجام دی تھیں۔ اس واسطے میں ان کی عزت کرتا ہوں اور ان کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ (حسن نظامی دہلوی)

(پیغام صلح)

مشن اسکول کی لیڈی

اِک مشن اسکول کی لیڈی بصد انداز و ناز
دختران ہند سے ہے خوب سرگرم نیاز

پھر رہی ہے لڑکیوں کی صف میں بل کھاتی ہوئی
ہاتھ میں شانہ لئے زلفوں کو سلجھاتی ہوئی

اس خم کاکل میں ہے پوشیدہ کتنی گیر و دار
کچھ خبر بھی ہے تجھے نادانف لیل و نہار

اِک سیاسی لہر ہے اس کاکل شبگیر میں،
پیچ ڈالے جا رہے ہیں ہند کی تقدیر میں

قوم کو ڈسنے کی خاطر پے بہ پے بل کھائینگی
کل انہیں زلفوں میں کالی ناگنیں لہرائینگی ۴

(مباح)

۴ اس کے شانے سے نہ ہو جائیں کہیں سینے فگار ؛ اس مشن اسکول کی عورت سے رہنا ہوشیار ؛ باد طوفانی ہوائے سرد بن کر آئی ہے ؛ پیرزن فرہاد کی ہمدرد بن کر آئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شریعت باطلہ کے چند احکام

فرقہ بہائیہ کے ماہواری "بہائی میگزین" بابت ستمبر ۳۶ء میں اسلامی شریعت کی منسوخی اور اس کی بجائے بہائی شریعت کے چند احکام درج کئے ہیں۔ جو ناظرین فاروق کی تفنن طبع کے لئے نقل کئے جاتے ہیں:۔

تیمم میں ترمیم پہلے یہ حکم تھا کہ جب پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر لیا جائے۔ اور تیمم کا طریق یہ تھا۔ کہ ایک پاک مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر ہاتھ پھیر لیا جائے۔ اور اسی طرح کہنیوں تک ہاتھ پھیر لیا جائے۔ لیکن اب خداوند عالم نے مٹی پر ہاتھ مارنا منسوخ کر دیا ہے۔ جب پانی میسر نہ ہو تو پانچ مرتبہ "بسم اللہ الاطہر الاطہر" پڑھ لیا جائے اور نماز ادا کر لی جائے۔

وضو میں ترمیم اسی طرح خداوند عالم نے وضو میں ترمیم فرما دی ہے۔ پہلے منہ دھونا۔ اور کہنیوں تک ہاتھ دھونا۔ اور ٹخنوں تک پیر دھونا فرض تھا۔ اب صرف منہ دھونا اور پہنچوں تک ہاتھ دھونا فرض ہے۔ پاؤں دھونا فرض نہیں۔ ہاں گرمیوں میں ہر روز ایک مرتبہ اور سردیوں میں تیسرے دن مستقل طور پر پاؤں دھونا فرض ہے۔

جماعتِ صلوٰۃ منسوخ پہلے حکم تھا۔ کہ نماز باجماعت پڑھی جائے۔ ایک آدمی جو علم و عمل میں ممتاز ہو آگے کھڑا ہو اور سب لوگ صف باندھ کر پیچھے ہوں۔ امام کی حرکات و سکنات کی پیروی کریں۔ اب رب العلمین نے جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم منسوخ کر کے اکیلے اکیلے نماز پڑھنا فرض کیا ہے۔

شریعت بہائی میں نماز تین وقت ہے۔ صبح دوپہر شام۔ ان تینوں وقتوں میں جو نماز پڑھی جاتی ہے۔ وہ چھوٹی ہے۔ اور ایک بڑی نماز ہے۔ جو دن رات میں ایک مرتبہ اپنی یکسوئی اور فراغت کے بہترین وقت میں پڑھنی چاہیئے۔ جو آدمی بڑی نماز پڑھ لے اسے چھوٹی نماز معاف ہو جاتی ہے۔ نماز کا مفصل بیان کتاب "اقدس" حضرت محبوب میں موجود ہے۔ (باقی آئندہ)

(اس مضمون کو فاروق کے ایڈیٹر صاحب نے اپنی طرف سے شائع کیا)

صداقت احمدیت پر ریویو!

اس مضمون پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے جو ایک تقریر ایک دفعہ لاہور میں کی تھی۔ اسے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے دوبارہ چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اس بے جا شور و شر کے زمانہ میں جبکہ ہر طرف سے احمدیت کیخلاف جھوٹی کہانیاں گھڑی جا رہی ہیں اس کتاب کی اشاعت بہت مفید ہوگی۔ قیمت فی نسخہ ایک آنہ ہے۔ اور ۲۰ کاپیوں کیواسطے صرف ایک روپیہ۔ احباب کثرت سے خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کریں۔

(مفتی محمد صادق۔ قادیان۔ ۳۰ اگست ۳۶ء)

دُبلے۔ پتلے۔ کمزور۔ ناتوانو! غور سے پڑھو!

امرت بوٹی!

پہاڑ اور جنگل کی بیس بوٹیوں کا جوہر ہے۔ طاقت کے لحاظ سے تمام مقوی ادویات کا سرتاج ہے کوئی شخص کتنا ہی گیا گذرا کیوں نہ ہو اس کے استعمال سے عالم شباب کو حاصل کر لیتا ہے۔ امرت بوٹی چہرہ کو سرخ اور بدن کو موٹا تازہ کر کے معدہ۔ دل۔ تمام جسم کے پٹھوں کو پوری قوت دیتی ہے۔ سیروں دودھ اور خوب مکھن کھا کر ہضم کر سکتے ہو۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت کو دور کر کے الت کے پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ ان نوجوانوں کے لئے اکسیر ہے جنہوں نے عالم شباب میں اپنی قوت کا اپنے ہاتھوں سے ستیاناس کر ڈالا ہو۔ طلباء کے خواہشمند لال امرت بھی ساتھ ہی طلب کریں۔

قیمت امرت بوٹی ۲۱ روز خوراک عصر (ایک روپیہ) صرف علاوہ محصول ڈاک۔ لال امرت فی شیشی کلاں بارہ آنے (۱۲ر)

بیمار دانت

دانتوں کی تمام امراض کے لئے۔ خون۔ پیپ۔ درد دندان۔ کرم دندان۔ کیڑا۔ ماس خورہ۔ ہلتے دانتوں کے لئے چار ادویات استعمال فرما دیں۔ جن کے استعمال سے دانتوں کی ہر بیماری کو آرام ہوتا ہے۔

کیمیکل پائیرس پوڈر نمبر ۱ و نمبر ۲۔ پائیرس لوشن۔ امریکن گمز نلپس۔ جملہ قیمت عہ ر (دو روپیہ) علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ۔ ڈاکٹر الیف خان حکیم حاذق ماہر امراض دندان کشمیری دواخانہ جالندھر چھاؤنی (پنجاب)